جناب محمد یونس مئو *

مطلقہ کا حق متاع اور اس کی معاشرتی حکمت تفسیر وفقہ کی روشنی میں

سورۂ بقرہ کی آیت ہے وَلِلْمُطَلَّقٰتِ مَتَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا عَلَى الْمُتَّقِيْنَ [۱]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عموم کے ساتھ تمام مطلقات کے لئے ''لام تملیک'' ذکر کرتے ہوئے متعہ (متاع) واجب قرار دیا ہے [۲] زیر بحث آیت کے حوالے سے ان امور پر بات کرنے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔

''مطلقٰت'' ''متاع'' ''بالمعروف'' ''حقا علی المتقین''

''مطلقٰت'' سے مراد وہ عورتیں ہیں جن کو طلاق دی جائے۔ مہر اور وطی کے اعتبار سے طلاق کی چار اقسام ہو سکتی ہیں۔

۱۔ نہ مہر مقرر کیا گیا ہو اور نہ خلوت کی گئی ہو صرف نکاح کر کے طلاق دے دی ہو، انکے مہر نہیں بلکہ دستور کے مطابق ''متعہ'' خرچ دینا ہے۔ کم از کم کپڑوں کا جوڑا اور زیادہ سے زیادہ نصف مہر [۳]۔ یہ صورت مولانا عبدالحق حقانی مفسر ''فتح المنان'' المعروف ''تفسیر حقانی'' نے بیان کی ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب مہر مقرر ہی نہیں ہوا تو اسکے نصف سے کیا مراد ہو سکتی ہے۔ غالباً مولانا کی مراد مہر مثل کی نصف سے ہے۔ بہر حال قرآن کی اس آیت سے بھی رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

لاجناح علیکم ان طلقتم النسآ مالم تمسوھن او تفرضوا لھن فریضۃ ومتعوھن [۴] ......

یہاں پر فریضۃ اور متعوھن کے الفاظ الگ الگ بیان ہوئے ہیں جس سے یہ صراحت ہوتی ہے کہ مہر اور متاع دو الگ الگ اصطلاحیں ہیں جیسا کہ سید قطب شہید نے اپنی معروف اور جدید تفسیر میں لکھا ہے ''اور یعنی کچھ نہ کچھ دینا نفقات واجبہ سے علیحدہ چیز ہے [۵]۔

۲۔ مہر اور وطی کے پس منظر میں طلاق کی دوسری صورت ان عورتوں کے بارے میں ہے جن کا مہر مقرر ہوا اور

---

* لیکچرار - جی سی ٹی آئی تحصیل ڈسکہ سیالکوٹ

جن سے خلوت ہوئی ہو ان کو پورا مہر دیا جاتا ہے جیسا کہ قرآن کی اس آیت سے ظاہر ہے:

فما استمتعتم به منهن فاتوهن اجورهن فريضة (۶)

یاد رہے اس صورت میں مہر کے علاوہ متاع مستحب ہوتا ہے جس کی تفصیل آیا چاہتی ہے۔

۳۔ تیسری صورت یہ ہے کہ مہر تو معین و مقرر ہو لیکن خلوت نہ کی گئی ہو اس صورت میں مطلقہ کو آدھا مہر دیا جائے گا یہاں بھی مہر کے علاوہ متاع مستحب ہوگا۔ قرآن کی یہ آیت ملاحظہ ہو۔

وان طلقتموهن من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فرضتم (۷)۔

۴۔ اور چوتھی صورت یہ ہے کہ نکاح کر کے صحبت کی لیکن مہر مقرر نہ ہوا تو ان کو مثل مہر دیا جائے گا۔ یہ ہیں وہ چار صورتیں جن میں مطلقات کے بارے مہر اور ''متاع'' کے بارے میں احکام ہیں۔ مہر کے بارے میں تو یہ بات واضح ہے کہ مقررہ حق کے علاوہ بھی نکاح و طلاق و مہر کے جملہ صورتوں میں مہر کی ادائیگی ضروری اور واجب ہے۔ لیکن ''متاع'' کے بارے میں علماء مختلف آلاراء ہیں۔

مطلقہ کا ''حق متاع'' کی شرعی حیثیت اور علماء و فقہاء کا اختلاف ہی ہماری بحث کا محور ہے۔ لیکن اس سے ذرا پہلے قرآن میں ''متاع'' کے مفہوم سے آگاہی حاصل کرنا ضروری ہے۔ مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ ''مہر'' اور ''متاع'' دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ مولانا عبدالحق حقانی نے آیت زیر بحث کے ذیل میں لکھا ہے کہ ''متعہ یا ''متاع'' لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جس سے فائدہ حاصل ہو۔ اسی لئے متاع کو دنیا کے فائدے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے (۸)۔ قرآن میں ہے۔

ولكم في الارض مستقر و متاع الى حين (۹)

نیز فرمایا فما متاع الحيوة الدنيا في الاخره الاقليل (۱۰)

آیت پیش نظر میں متاع بمعنی ''متعہ'' ہے اور متعہ سے مراد یہاں وہ نان ونفقہ مراد ہے جو عورت کو طلاق دینے کے بعد شوہر سے ملتا ہے تا کہ عدت طلاق پوری ہونے تک وہ گزر بسر کر سکے (۱۱)۔

امام راغب اصفہانی نے قرآن کی متعدد آیات کے حوالہ سے ''متاع'' کا معنی فائدہ اٹھانا، فائدہ پہنچانا وغیرہ بیان کیا ہے۔ مولانا عبدالرشید نعمانی فرماتے ہیں۔

''معین اور ممتد وقت تک فائدہ اٹھانا، معاش، فائدہ، نفع وہ سامان جو کام میں آتے ہیں جس سے کسی طرح فائدہ حاصل کیا جاتا ہے'' (۱۲)

آیت میں ''بالمعروف'' سے مراد ''دستور کے موافق'' اس کے لئے کوئی حد معین نہیں ہے۔ بلکہ اس کا

انحصار آدمی کے معیار زندگی پر ہے۔ ایک غریب آدمی اپنی وسعت کے مطابق دے اور امیر آدمی اپنی وسعت کے مطابق [۱۳]۔ بعض کہتے ہیں کہ فراخی وتنگی میں عورت کے حال کا اعتبار ہوگا اور بعض کہتے ہیں کہ دونوں کے حال کا اعتبار ہوگا [۱۴]۔ بہر حال قرآن کی اس آیت میں اسی دستور اور قاعدہ کی طرف اشارہ ہے۔ علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ [۱۵]۔

حقا علی المتقین اور حقا علی المحسنین آیت کا وہ حصہ ہے جس کی بنیاد پر مفسرین اور فقہا نے ''متاع'' کو ضروری اور واجب اور مستحب وغیرہ کے درجے میں رکھا ہے۔

علامہ ابو بکر علاؤ الدین الکاسانی نے اس موضوع پر بڑی عمدہ اور مفصل بحث فرمائی ہے۔ علامہ موصوف نے طلاق کی دو اقسام میں متعہ کو واجب قرار دیا ہے۔ اول یہ کہ طلاق قبل از دخول ہوئی ہو اور نہ تو نکاح میں مہر مقرر ہوا ہو اور نہ ہی بعد میں مقرر کیا گیا ہو۔ آپ کا کہنا ہے کہ اس صورت میں اکثر علماء وجوب متعہ کے قائل ہیں۔ علامہ الکاسانی نے اپنے موقف کی تائید میں قرآن کی اس آیت سے استدلال کیا ہے۔ لاجناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن او تفرضوا لھن فریضۃ ومتعوھن [۱۶]

فرماتے ہیں کہ اس میں متعہ دینے کا امر ہے اور مطلق امر وجوب عمل کے لئے ہوتا ہے [۱۷]۔ علامہ الکاسانی کی وجوب متعہ کے سلسلہ میں دوسری دلیل یہ ہے

علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ [۱۸]۔ علامہ کاسانی اس آیت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''اس میں ''علی'' کلمہ ایجاب ہے نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے ''حقا علی المحسین'' الفاظ ایجاب میں ''حق علیہ'' سے بڑھ کر کوئی کلمہ تاکید کا مفہوم ادا نہیں کرتا۔ کیونکہ حقیقت ثبوت کا تقاضا کرتی ہیں۔ تو ''علی'' الزام وایجاب کا کلمہ ہے اور ان دونوں کا جمع کرنا تاکید شدید کا موجب ہے۔ [۱۹]''

علامہ الکاسانی کی بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورتیں جن کو قبل از دخول طلاق دی جاتی ہے اور ان کا مہر قبل وبعد از نکاح مقرر ہی نہیں ہوتا ان کے صرف ''متاع'' ہے مہر نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اس مطلقہ کے لئے عدت نہیں ہے جیسا کہ قرآن کی اس آیت میں ارشاد ربانی ہے۔

یایھا الذین امنو اذا نکحتم المومنات ثم طلقتموھن [۲۰] (الآیۃ)

اس کا مطلب یہ ہوا ہے کہ وہ نکاح جس میں قبل از دخول طلاق ہوگی اور عند النکاح یا بعد از نکاح مہر مقرر ہو چکا ہے اس کیلئے نصف مفروض واجب ہوگا۔ [۲۱] اب سوال یہ ہے کیا اس کو متعہ دیا جائے گا۔ علامہ الکاسانی کی تحقیق یہ ہے کہ ''ایسی صورت میں بھی متعہ دینا واجب ہے [۲۲]۔'' اب بحث میں ایک سوال یہ بھی ہے کہ متعہ نکاح سے واجب

ہوتا ہے؟ یا طلاق سے؟ علامہ الکاسانی فرماتے ہیں کہ "متعہ" نکاح سے واجب ہوتا ہے [۲۳]۔ گویا علامہ موصوف کے ہاں طلاق بعد از دخول ہوئی ہو یا قبل از دخول طلاق ہوئی ہو جب کہ مہر مقرر کیا گیا تھا اس میں متعہ دینا مستحب ہے۔ امام قرطبی اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ "متعہ ہر مطلقہ کے لئے ہے والمتعہ لکل مطلقہ" [۲۴]۔ علامہ قرطبی نے امام شافعی کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے "کہ متعہ صرف ان عورتوں کے لئے ہے جن کو دخول اور لمس سے پہلے ہی طلاق دے دی جائے۔" ملاحظہ ہو ان کے الفاظ "انه لامتعه الا التی طلقت قبل الدخول و لیس ثم مسیس [۲۵]

علامہ قرطبی نے اس آیت کے ذیل میں یہ بھی لکھا ہے کہ لوگوں نے اس آیت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ تاہم یہ آیت محکمات سے ہے۔ ان کی رائے یہ کہ متعہ ہر طلاق یافتہ کے لئے ہے۔ امام الزہری اور سعید بن جبیر کا مذہب بھی یہی ہے [۲۶]۔

علامہ جمال الدین قاسمی "تفسیر قاسمی" (محاسن التاویل) میں فرماتے ہیں کہ "متعہ ہر مطلقہ کے لئے ہے" [۲۷] علامہ القاسمی نے ابن کثیر کے حوالے سے بھی بحث فرمائی ہے۔ لیکن یہاں علامہ ابن کثیر کی اپنی "تفسیر قرآن العظیم" سے ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے جس سے مسئلہ زیر بحث میں ان کا نقطہ نظر واضح ہوتا ہے۔

"وقد استدل بهذا الایه من ذهب من العلماء إلى وجوب المتعه لكل مطلقه سوأ كان مفوضة أو مفروضا لها أو مطلقة قبل الميس أو مدخولا بها [۲۸]۔

علامہ ابن کثیر نے آیت زیر بحث کے شان نزول کے بارے میں لکھا ہے کہ "مطلقہ عورت کو متاع دینے کے بارے میں لوگ کہتے تھے کہ اگر ہم چاہیں دیں چاہیں نہ دیں [۲۹]۔ اس پر یہ آیت اتری اس آیت سے بعض لوگوں نے ہر طلاق والی کو کچھ نہ کچھ دینا واجب قرار دیا ہے [۳۰]۔

علامہ ابن کثیر نے طلاق کی جملہ صورتوں میں "متاع" کی بحث کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس بارے میں بھی بہت اقوال ہیں کہ ہر طلاق والی عورت کو کچھ نہ کچھ اسباب دینا چاہیے۔ قرآن حکیم کی آیت "وللمطلقت متاع بالمعروف" [۳۱] کے عموم سے سب کے لئے متعہ ثابت کرتے ہیں۔ علامہ ابن کثیر ایک دوسرا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "اسباب کا دینا اس طلاق والی کو دینا ضروری ہے۔ جس سے خلوت ہوتی ہے گو مہر مقرر ہو چکا ہے [۳۲]۔ بقول علامہ موصوف کے یہ لوگ قرآن کی اس آیت سے دلیل پیش کرتے ہیں۔

یایها الذین امنوا اذا انكحتم المومنات ثم طلقتموهن من قبل ان تمسوهن [۳۳]۔ فقہا کے تیسرے نقطہ نظر کے بارے میں علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ:

"صرف اسی صورت میں بطور فائدہ کے اسباب و متاع کا دینا ضروری ہے جبکہ عورت کی رخصتی نہ ہوئی ہو اور مہر بھی مقرر نہ ہوا ہو۔ اور اگر مقرر ہو چکا ہو اور رخصتی سے پہلے طلاق دے تو آدھا مہر دینا پڑے گا اور اگر رخصتی بھی ہو چکی

ہے تو پورا مہر دینا پڑے گا اور یہی متعہ کا عوض ہوگا۔ یہاں اس مصیبت زدہ عورت کے لئے متعہ ہے، جس سے ملاپ ہوا نہ مہر مقرر ہوا اور طلاق مل گئی۔ ابن عمر اور مجاہد کا یہی قول ہے گو بعض علماء اسی کو مستحب بتاتے ہیں کہ ہر طلاق والی عورت کو کچھ نہ کچھ دے دینا چاہیے۔ ان کا سوا جو مہر مقرر کئے ہوں نہ خاوند بیوی کو میل ہوا ہو۔ (۳۴)

امام رازیؒ نے سعید بن جبیرؒ ابو العالیہ والزہریؒ اور شافعیؒ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ہر مطلقہ کے لئے متاع ہے سوائے ان عورتوں کے جن پر مقرر ہو چکے اور اور جن سے خلوت کی جا چکی ہے۔ ملاحظہ ہوں ان کے الفاظ:

یعنی علی کل من کان متقیا عن الکفر، واعلم أن المراد من المتاع منها فیه قولان، احدهما أنه هو المتعة، فظاهر هذه الایه یقتضی وجوب هذه المتعة لکل المطلقات فمن الناس من تمسک بظاهر هذه الایه ؤ اوجب المتعة لجمیع المطلقات۔ (۳۵)

مولانا امین اصلاحی نے بھی لاجناح علیکم...... حقا علی المحسنین " (۳۶) کے ذیل میں لکھا ہے کہ یہاں ایک محذوف ہے اور پوری بات یوں ہے کہ اگر ایک شخص اپنے منکوحہ کو اس حالت میں طلاق دے نہ اس نے اس کے ساتھ تعلق زن و شوہر قائم کیا ہو اور نہ اس کے لئے مہر ہی مقرر کیا ہو تو ایسی صورت میں وہ مہر کی بجائے دستور کے مطابق اس کو کچھ دے دلا کر رخصت کرے (۳۶ A) "۔ یعنی اس صورت میں صرف متعہ (متاع) واجب ہوگا۔ آیت زیر بحث میں پھر اسی امر کی یاد دہانی کرائی ہے اور اسکو اہل تقویٰ پر حق قرار دیا ہے (۳۷)

یہاں یہ بات لائق توجہ ہے کہ "متقی اور محسن پر ایجاب سے غیر متقی اور غیر محسن پر ایجاب کی نفی نہیں ہوتی۔ دلیل اس کی یہ ہے قرآن میں "فیه هدی للمتقین " (۳۸) ہے۔ کہ یہاں یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ غیر متقین کے لئے ہدایت نہیں ہے۔ جبکہ قرآن میں دوسرے مقام پر اسے "هدی للناس" (۳۹) بھی کہا گیا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی ہے اور زیر بحث صورت میں متعہ (متاع) کے وجوب کے لے یہ دلیل پیش کی جاتی ہے (۴۰)۔ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی نے بھی یہی نقطہ نظر اختیار کیا ہے۔ اپنی معروف اردو "تفسیر مظہری" میں رقمطراز ہیں۔

"امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد کے نزدیک جبکہ ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی ہو اور کچھ مہر مقرر نہ کیا ہو تو کچھ دینا واجب ہے۔ فقہاء کا اس امر میں اختلاف ہے کہ "حقا علی المحسنین " میں حقا اور علی کا لفظ استحباب کے منافی ہے اور امر میں اصل وجوب ہی ہے (۴۱)

مولانا پانی پتی نے یہاں امام مالک کی رائے بھی نقل فرمائی ہے جن کا کہنا یہ ہے کہ متاع واجب نہیں ہے بلکہ یہ مستحب ہے (۴۲)۔

مولانا اشرف علی تھانوی نے آیت زیر بحث پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے۔

''آیت اپنے الفاظ عامہ سے سب صورتوں کو شامل ہے۔ مطلقات کی ہر قسم کے لئے کچھ نہ کچھ متاع ہے وجوب کے درجہ میں ہو یا استحباب کے مرتبہ میں (۴۳)۔

مولانا کی یہ تفسیر کئی اعتبار سے ممتاز اور خصوصیت کی حامل نظر آتی ہے مثلاً آپ نے سورۂ البقرہ کی آیت ۲۳۶ کی بحث کا خلاصہ آیت زیر بحث کے ذیل میں حوالۃً ذکر کر دیا ہے۔ نیز آپ نے ''متاع'' کو نفقہ عدت کے طور پر بھی دیکھا ہے۔ اس سے قبل سید امیر علی نے بھی مواہب الرحمٰن میں متاع کے بارے میں لکھا ہے' کہ ''یہ نفقہ عدت کے طور پر بھی دیکھا ہے۔ اس سے قبل سید امیر علی نے بھی مواہب الرحمان میں متاع کے بارے میں لکھا ہے' کہ ''یہ نفقہ عدت ہے اور مطلقات کے واسطے نفقہ عدت بطور معروف شرعی واجب ہے (۴۴)۔ بہر حال مولانا تھانوی کی بحث کا خلاصہ یہ ہے۔

''وہ مطلقات جن کو قبل دخول طلاق ہوئی اس میں دو صورتیں ہیں جیسا کہ بحث کے آغاز میں ذکر کیا گیا ہے اول یہ کہ نہ مہر مقرر ہوا اور نہ خلوت ہوئی ان کے لئے ''متاع'' جوڑا ہے اور یہ واجب ہے۔ مطلقہ قبل دخول کی دوسری صورت یہ ہے کہ مہر مقرر ہو لیکن خلوت وصحبت کی نوبت نہ آئی اس صورت میں آدھا مہر ہے جیسا کہ عام مفسرین اور فقہا نے تحریر کیا ہے۔(۴۵) نیز یہاں نص موجود ہے۔ لھن فریضۃ فنصف ما فرضتم (۴۶) ان کے لئے ''متاع'' نصف مہر واجب ہے۔ اب وہ مطلقات جن کو دخول کے بعد طلاق دی جائے تو پھر ان میں سے جس کا مہر مقرر کیا گیا ہو اس کو فائدہ پہنچانا یہ ہے کہ پورا مہر دینا چاہیے اور جس کا مہر نہ مقرر کیا جائے اس کے لئے بعد دخول کے مہر مثل واجب ہے۔ یہ متاع بمعنی مطلق فائدہ پہنچانا اس تفصیل سے تو واجب ہے اور اگر متاع سے مراد فائدہ خاص یعنی جوڑا ہی دینا ہو تو ایک مطلقہ (بلا تعین ہر قبل از دخول) کو تو دینا واجب ہے اور باقی سب اقسام میں مستحب ہے (۴۷)۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ طلاق وطی اور مہر و متاع کے حوالہ سے طلاق میں چار اقسام پر مشتمل ہوتی ہے۔ ان میں اول الذکر دو اقسام پر عدت واجب نہیں ہوتی جب کہ موخر الذکر ہر دو اقسام طلاق پر عدت مذکور ہے اور شریعت نے اس کی متعدد حکمتیں بیان کی ہیں (۴۸)۔ اب سوال یہ ہے کہ عدت کی صورت میں متاع کی حیثیت کیا ہوگی۔ مولانا تھانوی فرماتے ہیں:

''............اور متاع سے مراد نفقہ عدت لیا جائے تو جس طلاق میں عدت ہے اس میں عدت گزارنے تک واجب ہے خواہ طلاق رجعی ہو یا بائن غرض آیت اپنے الفاظ عامہ سے سب صورتوں کو شامل ہے (۴۹)۔ مولانا تھانوی اور مولانا مفتی محمد شفیع صاحب ''معارف القرآن (۵۰) کی اس بحث سے متاع کی شرعی اور قانونی حیثیت واضح ہو جاتی ہے

لیکن شریعت اور قانون کے تناظر میں یہ بات لائق توجہ ہونا چاہیے کہ شریعت قانون کے علاوہ تقویٰ اور احسان کے تقاضوں کو پورا کرنے کی خواہاں نظر آتی ہے۔ اس لئے مومنین کی باہم اخوت بھی اس امر کا تقاضا کرتی ہے'

دورِ حاضر کے بعض جدید مفسرین نے شریعت کے اس نازک پہلو کو بھی پیش نظر رکھا ہے۔ مولانا وحید الدین خان آیت ۲۳۶ کے ذیل میں فرماتے ہیں:

''نکاح وطلاق کے قوانین بیان کرتے ہوئے بار بار تقویٰ اور احسان کی تلقین کی جارہی ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ کسی حکم کو اس کی اصل روح کے ساتھ زیر عمل لانے کے لئے ضروری ہے کہ معاشرہ کے افراد خالص قانونی معاملہ کرنے والے نہ ہوں۔ بلکہ اس دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کا جذبہ رکھتے ہوں۔ اگر نکاح کے وقت عورت کا مہر مقرر ہوا اور تعلق قائم ہونے سے پہلے طلاق ہوگئی تو باعتبار قانون آدھا مہر دینا لازم کیا گیا ہے۔ مگر خیر خواہی کا تقاضا یہ ہے کہ دونوں اس معاملہ میں قانونی برتاؤ کرنے کی بجائے فیاضانہ برتاؤ کرنا چاہئیں۔ (۵۱)

آیت زیر بحث میں مزید تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔

''معاشرت کے احکام بتاتے ہوئے یہ لکھنا کہ ''یہ حق ہے متقیوں کے اوپر'' شریعت کے اہم پہلو کو ظاہر کرتا ہے۔ باہمی معاملات میں کچھ حقوق وہ ہیں جن کو قانون نے متعین کردیا ہے مگر ایک آدمی پر دوسرے کے حقوق کی حدیں یہیں ختم نہیں ہوجاتیں۔ متقین پر حقوق کے علاوہ بھی کچھ حقوق ہیں یہ حقوق وہ ہیں جن کو آدمی کا تقویٰ اس کو محسوس کراتا ہے اور آدمی کا متقیانہ احساس جتنا شدید ہوا تنا ہی زیادہ اس کو اپنے اوپر لازم سمجھتا ہے اندر کا یہ زور اگرچہ موجود نہ ہو تو آدمی کبھی صحیح طور پر دوسرے کے حقوق ادا نہیں کرسکتا (۵۲)۔

سید قطب شہید نے بھی اس ضمن میں قانون اور ''احسان'' کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے تقاضائے شریعت کو ملحوظ رکھا ہے۔ فرماتے ہیں ''اس سلسلے میں قرآن نے جو احکامات اب تک دیئے ہیں ان کی حقیقت پر غور کیا جائے تو پھر مطلقہ کے لئے تحفہ کے طور پر کچھ نہ کچھ دیئے جانے کی گنجائش رکھنا اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے (۵۳)

یہ وہی صورتحال ہے جس کے بارے میں مفسیرین وفقہا نے یہ کہا ہے کہ تمام مطلقات کے لئے متاع اور فائدہ کے کچھ نہ کچھ اسباب فراہم کرنا ضروری ہے۔ اب مسئلہ زیر بحث میں حاصل یہ معلوم ہوتا ہے' چونکہ طلاق اور جدائی ایک ناخوشگوار واقعہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس صدمے کی شدت اور وحشت کو جس قدر کم اور ہلکا کردیا جائے طرفین کے لئے اتنا ہی اچھا ثابت ہوتا ہے۔ طلاق وغیرہ کے بارے میں قرآن نے احسان و معرفت کا ذکر کیا ہے۔ اس کی حکمت بظاہر یہی معلوم ہوتی ہے۔ مولانا سید امیر علی نے اس سمت بجا طور پر اشارہ فرمایا ہے۔

''اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے متاع مقرر کردیا ہے تاکہ ان کے دلوں کو تسلی ہو کیونکہ انہوں نے رنج وفراق و صدمہ وجدائی اٹھایا ہے پس اس کا کچھ عوض ہوجائے تاکہ ان پر دو مصیبتیں نہ ہو جاویں ایک مصیبت جدائی اور دوسری مصیبت محرومی۔ (۵۴)

مولانا ابوالکلام نے اس حسن سلوک اور عفوودرگزر پر بڑا زور دیا ہے اور اسے متقی انسانوں پر لازمی ٹھہرایا

ہے۔[۵۵] لہذا ضروری کہ طلاق کی اول الذکر دونوں صورتوں میں متاع کی ادائیگی کو ضروری واجب سمجھا جائے یہاں یہ امر قابل توجہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں اول صورت یعنی بغیر تعین مہر قبل از دخول کی صورت میں مہر کی بجائے صرف ''متاع'' واجب ہوتا ہے۔ نیز یہ صورت بڑی ہنگامی افسوسناک اور بسا اوقات غیر متوقع ہوتی ہے۔ اس لئے تسلی و تشفی کا خاطر خواہ اہتمام جس کا تعلق متاع کی مقدار سے ہوسکتا ہے زیر بحث آتا ہے۔

علامہ الکاسانی متعہ واجبہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

''ہمارے اصحاب کے نزدیک متعہ واجبہ تین کپڑے ہیں۔ قمیص، اوڑھنی، اور سر پر لپیٹنے والی چادر۔ حسن، سعید بن المسیب، عطا اور شعبی سے بھی یہی مروی ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ سب سے عمدہ متعہ خادم ہے، اس سے کم لباس ہے اور اس سے کم نفقہ ہے۔

شافعیؒ فرماتے ہیں کہ متعہ تیس دراہم ہیں[۵۶]

امام قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ حسن بن علیؓ نے متعہ کے طور پر بیس ہزار درہم اور شہد کے کچھ تھیلے اپنی مطلقہ کو دیئے۔ قاضی شریح نے متعہ کے طور پر پانچ سو درہم دیئے۔[۵۷]

یہ تمام تعینات اپنے اپنے عمل میں درست ہیں کیونکہ قرآن مجید نے صراحت کی ہے کہ متعہ کی نوعیت اور مقدار کے باب میں کوئی چیز از روئے شریعت متعین نہیں ہے۔ بلکہ اس کا تعین مقامی رواج اور خاوند کے مالی حالات کے لحاظ سے کیا جائے گا۔

فمتعومن علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ متاعاً بالمعروف۔[۵۸]

متعہ میں کس کے حال کا اعتبار ہوگا اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ فراخی و تنگی میں مرد کے حال کا لحاظ کرتے ہوئے متعہ کی مقدار متعین کی جائے گی بعض کہتے ہیں اس باب میں عورت کے حال کا اعتبار کیا جائے گا اور بعض کا قول یہ ہے کہ دونوں کا حال کے اعتبار کیا جائے گا۔

بہر حال یہ ایک مسئلہ ہے اور طلاق کی اول الذکر دو اقسام ہیں خاص طور پر اور موخر الذکر (تعین مہر اور بعد از دخول) میں عام طور پر اور طلاق اور اسکے نتائج و اثرات کے تناظر میں یہ مقدار متعہ نظر ثانی کا محتاج نظر آتا ہے۔

فقہا و علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ متعہ کی مقدار کم از کم کپڑوں کا جوڑا اور زیادہ سے زیادہ نصف مہر (مثل مہر کا نصف) ہوسکتی ہے۔ علامہ الکاسانی نے ایک قول یہ بھی لکھا ہے کہ متعہ کی مقدار کم از کم پانچ درہم سے کم نہ ہو۔ بہر حال ایک معتدل راہ بھی اختیار کی جاسکتی ہے وہ یہ کہ متعہ واجبہ میں عورت کی حالت کا اعتبار ہو اور احسان و سلوک کا معاملہ کرنے کا مرد کو حق طلاق کے استعمال کا مفاد بہر حال ہوتا ہے دوسری طرف عورت پر مصیبت اور وحشت کا زمانہ ہوتا ہے

رہی بات ''متاع مستحب'' کی تو اس میں مہر تو وہ ہے جو مسند النکاح پہلے ہی ادا ہو چکا ہوتا ہے۔ اب طلاق

کے وقت تالیف قلب اور واجب جان کا سامان لازمی ہونا چاہیے۔ یہ وہی جہیز ہے جس کا ذکر مولانا ابوالکلام آزادؒ سید قطب شہید اور مولانا وحید الدین خان نے قانون سے ہٹ کر احسان اور حسن سلوک کے تناظر میں کیا ہے۔ بہر حال یہاں ''احسان'' کا معاملہ اس امر سے متعلق ضرور ہوگا کہ طلاق کسی پس منظر میں دی جارہی ہے اگر یہ ''خلع'' ہے تو عورت بھی احسان کر سکتی ہے اور اگر دوسری صورت ہے تو مرد پر حسن سلوک کی اخلاقی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ جملہ صورتوں میں احسان اور عفو و درگزر کا اسلوب پیش نظر رہنا ہی شریعت کا تقاضا تسلیم کیا جاتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حواشی

۱۔ سورہ بقرہ۔ آیت ۲۴۱

۲۔ الکاسانی، علامہ ابوبکر علاالدین۔ 'بدائع الصنائع'۔ مترجم ظفر اللہ شفیق، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور، طبع اول، جولائی ۱۹۹۳ء ص ۷۸۹

۳۔ مولانا عبدالحق حقانی، تفسیر حقانی (فتح المنان) میر محمد کتب خانہ آرام باغ، کراچی، سن ندارد، جلد اول ص ۹۰

۴۔ سورۃ البقرہ، آیت ۲۳۶

۵۔ سید قطب شہید، ''فی ظلال القرآن'' مترجم سید معروف شاہ شیرازی، ادارہ منشورات اسلامی، لاہور، اشاعت سوم۔ اپریل ۱۹۹۷ء، جلد اول ص ۳۹۳

۶۔ سورۃ النساء آیت ۲۴

۷۔ سورۃ البقرہ، آیت ۲۳۷

۸۔ تفسیر حقانی، جلد اول ص ۹۱

۹۔ سورۃ آیت ۲۶

۱۰۔ سورۃ آیت ۳۸

۱۱۔ امام راغب اصفہانی۔ ''مفردات القرآن''، مترجم مولانا عبداللہ فیروز پوری، شمس الحق اقبال ٹاؤن، لاہور، سن ندارد، جلد دوم ص ۹۸۴

۱۲۔ مولانا عبدالرشید نعمانی، ''لغات القرآن''، عمر فاروق اکیڈمی، لاہور، سن ندارد، جلد ۵، ص ۲۸۵

۱۳۔ مولانا امین احسن اصلاحی، ''تدبر قرآن''، فاران فاؤنڈیشن، لاہور، جون ۱۹۸۵ء، جلد اول، ص ۵۴۸

۱۴۔ بدائع الصنائع، جلد سوم، ص ۷۹۰

۱۵۔ سورۃ البقرہ، آیت ۲۳۶

۱۶۔ سورۃ البقرہ آیت ۲۳۶

۱۷۔ بدائع الصنائع، جلد سوم، ص ۷۸۶

۱۸۔ سورۃ البقرہ، آیت ۲۳۶

۱۹۔ بدائع الصنائع۔ جلد سوم۔ ص ۷۸۷

۲۱۔ بدائع الصنائع۔ جلد سوم۔ ص ۷۸۷

۲۲۔ بدائع الصنائع۔ جلد سوم۔ ص ۷۸۹

۲۳۔ بدائع الصنائع۔ جلد سوم۔ ص ۷۸۹

۲۴۔ ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری، القرطبی، ''الجامع الاحکام القرآن''، داراحیاء التراث العربی، بیروت، سن ندارد، المجلد الثانی۔ ص ۲۲۸

۲۵۔ ایضاً

۲۶۔ الجامع لاحکام القرآن، المجلد الثانی، ص ۲۲۸

۲۷۔ محمد جمال الدین القاسمی' تفسیر القاسمی (محاسن التاویل) دارالفکر بیروت' الطبع الثانیہ ۱۳۹۸ھ ۱۹۷۸ء المجلد الثانی' ص ۴۹۴

۲۸۔ عماد الدین' ابن کثیر' تفسیر القرآن العظیم' احیاء الکتب العربیہ' عیسیٰ البابی الحلبی وشرکاہ' الجزالاول' ص ۲۹۸۔

۲۹۔ ملاحظہ ہو سید امیر علی' تفسیر مواہب الرحمٰن' دینی کتب خانہ لاہور' فروری ۱۹۷۷' جلد اول' ص ۳۴۸

۳۰۔ تفسیر القرآن العظیم' الجزاول' ص ۲۹۸　　۳۱۔ سورۃ البقرۃ' آیت ۲۴۱

۳۲۔ تفسیر القرآن العظیم' الجزاول' ص ۲۸۸

۳۴۔ تفسیر القرآن العظیم' الجزالاول' ص ۲۸۸

۳۵۔ امام الفخر الرازی' ''التفسیر الکبیر'' اوارہ وسن ندارد 'الجزالسادس' ص ۱۸۲

۳۶۔ سورۃ البقرۃ' آیت ۲۳۶　　A ۳۶۔ تدبر القرآن' جلد اول 'ص ۵۴۸

۳۷۔ تدبر القرآن' جلد اول 'ص ۵۵۶　　۳۸۔ سوۃ البقرۃ' آیت ۳

۴۰۔ مفصل بحث کے لئے ملاحظہ ہو' بدائع الصنائع' جلد سوم' ص ۷۸۷

۴۱۔۴۲ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی' ''تفسیر مظہری'' سعید اینڈ کمپنی' کراچی' سن ندارد 'جلد اول ص ۵۳۹

۴۳۔ مولانا اشرف علی تھانوی' ''بیان القرآن'' مکتبہ الحسن لاہور' سن ندارد' جلد اول' ص ۱۴۱

۴۴۔ ملاحظہ ہو ''تفسیر مواہب الرحمٰن'' جلد اول 'پارہ ۲' ص ۳۴۸

۴۵۔ ملاحظہ ہو۔ مولانا شبیر احمد عثمانی' تفسیر عثمانی' تشکیل جدید ڈاکٹر ولی رازی' دارالاشاعت' کراچی' طبع اول' ۱۹۹۳ء جلد اول' ص ۱۵۲　　۴۶۔ سورۃ البقرہ 'آیت ۲۳۷

۴۷۔ مفصل بحث کے لئے دیکھئے۔ ''بیان القرآن'' جلد اول ص ۱۴۱

۴۸۔ ملاحظہ ہو' پیر کرم شاہ الازہری' ''ضیاء القرآن'' ضیاء القرآن پبلی کیشنز' لاہور' رمضان المبارک' ۱۴۰۲ھ جلد اول' ص ۱۶۷

۴۹۔ ''بیان القرآن'' جلد اول' ص ۱۴۱

۵۰۔ مولانا مفتی محمد شفیع کی تفسیر ''معارف القرآن'' کا شمار فقہی تفاسیر میں ہوتا ہے اور غالباً اردو میں اس باب میں یہ تفسیر ایک منفرد مقام کی حامل ہے۔ لیکن یہاں مفتی مرحوم نے مولانا تھانوی کی تفسیر پر ہی اکتفا کیا ہے۔ اور بیان القرآن سے پورا اقتباس نقل کر دیا ہے۔ (معارف القرآن' ادارہ المعارف' کراچی' فروری ۱۹۸۲ء جلد اول ص ۵۹۱)

۵۱۔ مولانا وحید الدین خان' ''تذکیر القرآن'' فضلی سنز' لاہور 'سن ندارد' جلد اول' ص ۱۰۱

۵۲۔ تذکیر القرآن' جلد اول' ص ۱۰۱۔　　۵۳۔ ''فی ظلال القرآن'' جلد اول۔ ص ۳۹۳

۵۴۔ تفسیر مواہب الرحمان' جلد اول 'پارہ ۲' ص ۳۴۹

۵۵۔ مولانا ابوالکلام آزاد' ''ترجمان القرآن'' اسلامی اکادمی' لاہور' سن ندارد' جلد اول ص ۲۹۰

۵۶۔ بدائع الصنائع' جلد سوم 'ص ۷۹۰

۵۷۔ الجامع لاحکام القرآن' المجلد الثانی' ص ۲۰۱ ۔ ۲۰۲

۵۸۔ سورۃ البقرۃ' آیت ۲۳۶